خاکسار ... این لب ... خاکسار

ناظرین کرام سے امید ہے کہ اس مختصر تحفہ کو بنظر اصلاح ملاحظہ فرمائیں اور کتابت کی خوشخطی ملاحظہ فرمائیں عیوب پر نظر نہ فرمائیں

تحفہ من جانب استاد رامپوری
برائے رضا لائبریری

نغمۂ مراد

۱۳۴۰ھ

مصنفہ

صابر حسین صابر خوشنویس رامپوری
(عرف منے میاں)

تلمیذ

جناب مولانا مرزا محمود علی صاحب شفق رامپوری

ملنے کا پتہ — صابر حسین صابر بازار نصر اللہ خان ریاست رامپور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہوئی ہے ابتدا اسکی بہار حمد یزدان سے
تعجب کیا جو ہوئین گل کلام گوہر فشان سے

کسی محمل نشین کے عارض تابان کا پرتو ہی
یہ روشن ہو گیا ہمکو فروغ بزم امکان سے

عبث زاہد تعین کر رہا ہے اوسکا کعبہ مین
نگاہ دور بین ہو تو قرین ہے وہ رگ جان سے

نوائی بلبل سدرہ میرے نالونکا خاکہ ہی
تعجب کیا جو ٹکر کہائی میرے نظم قرآن سے

یہ کس یکتائی وحدت کی تجلی مین ہوا پنہان
برستی ہین شعاعین نور کی جو میری ایمان سے

کسی کے وادی ایمن کا ذرہ ہو گیا مشکر
یہ زیبا ہے اگر مین باج لون خورشید تابان سے

ازل سے ہین غلام اہلبیت پاک ہون صائب
نہ بد اعمالیونکا ڈر نہ کہٹکا مجھکو عصیان سے

ولادت جو احمد نے پائی نہ ہوتی
تو دنیا کی جلوہ نمائی نہ ہوتی

جو شاہ رسل جلوہ آرا نہ ہوتے
تو عالم کی رونق فزائی نہ ہوتی

نہ ہوتا اگر زور بازوے حیدر
تو تا حشر خیبر کشائی نہ ہوتی

نہ ہوتا وسیلہ جو آل نبی کا | کسی کی خدا تک رسائی نہ ہوتی

نہ ہاتھ آتا دامن جو آل عبا کا
تو صابر کی عقدہ کشائی نہ ہوتی

یہی ہے آبرو میری یہی ہے خون بہا دینا | بہا کر خون میرا تم بھی دو آنسو بہا دینا
جہان سے بیٹھ کر اُٹھنا وہین دل کو بٹھا دینا | جہان پر بیٹھنا دم بھر وہین فتنہ اُٹھا دینا
میری آنکھیں نکلوا لو جو مین دیا ہون محفل مین | تمہاری تو ہنسی ہے کھیل ہے تہمت لگا دینا
فسانہ قیس کا یاد استان فرہاد کی کچھ ہم | ہمین القصہ اُنکو حال اُلفت کا سُنا دینا

مریضِ غم کا صابر غسلِ میت غسلِ صحت ہے
اوسے کیا راس آئیگا مسیحا کا دوا دینا

مسکرانا اور میری زخم جگر کو دیکھنا | یاس سے میرا کسی ترچھی نظر کو دیکھنا
جب خدا ناکردہ میت پہ میری آئینگے آپ | اُس گھڑی اپنی محبت کے اثر کو دیکھنا
ہم نہ کہتے تھے کہ ادلنا ہی ملیگا کچھ جواب | آ رہا ہے سر جھکائے نامہ بر کو دیکھنا
یون تمہین معلوم کیا ہوگا غم فرقت کا درد | دیکے دل اپنا کسی کو پھر اثر کو دیکھنا

قبر مین دفنا کے صابر کو کہا احباب نے
لو مبارک ہو تمہین اب اپنے گھر کو دیکھنا

جز ذلت و رسوائی یہ سب کہئے کہ کیا دیکھا | سو بار تو ای صابر اُس بزم مین جا دیکھا
دکھ پایا محبت مین انداز جفا دیکھا | پایا بھی تو کیا پایا دیکھا بھی تو کیا دیکھا

روتا ہوا بالین سے اوٹھا نہ کہا کچھ بھی
کیا جانے مسیحانے بیمار مین کیا دیکھا

کیون لال ہو غصہ مین کیون جینے پہ ہو آئے نظر
ہم سے بھی تو کہہ دیجیے آئینہ مین کیا دیکھا

گویا کہ خوشی اوسکی ہے زندگی عاشق
ہم روٹھ گئے جان سے جب اونکے خفا دیکھا

دربان ہے کبھی دشمن کا کبھی دربان
ہر دن تری محفل مین اک رنگ نیا دیکھا

وحشت زدہ پھرتے ہو اور ہیبت ہے جو طاری
کچھ آپ نے ای صابر الفت کا مزا دیکھا

ہمنے گردن پہ روان خنجر برّان دیکھا
آج کچھ کچھ اثر لطف فراوان دیکھا

کربلا کی ہے زمین یار ترا کوچہ ظالم
بہا دو مٹی مے کے یہان خون شہیدان دیکھا

اور کچھ بن نہ پڑا خون کو چھوڑی ہی بنی
حشر کے روز جو قاتل کو پشیمان دیکھا

جس پہ کی ایک نظر تونے وہ دیوانہ ہوا
چاک دل چاک جگر چاک گریبان دیکھا

اسکو دیکھو کے میخانہ مین پہونچو صابر
ایک کو دیکھ لیا آپ کا پیمان دیکھا

تو جاتا تو ہے نامہ بر دیکھ لینا
نہ ہوگا وہان تک گذر دیکھ لینا

مریض محبت کی صحت کو بس ہے
فقط آپ کا ایک نظر دیکھ لینا

عبث تخت سازی ہے زخم جگر کی
نہ ٹھہرے گی یہ چارہ گر دیکھ لینا

کسی کا شب وصل جو کہدے جانم
نہ آئین گے ہم عمر بھر دیکھ لینا

لگا کر کے دل دیکھ شکر ہے صابر
نہ پاؤ گے تم کچھ ثمر دیکھ لینا

...ت سے جو اُس گل کی ابتک نہ خبر آئی ہے
جاتا رہا ہاتھوں سے سب صبر و شکیبائی

آیا جو عیادت کو بیمارِ محبت کی
کیا اسمین بھی ای ظالم کچھ تھی تیری رسوائی

جب تمکو نہ تھا آنا منظور نہ تھا لینا
کیون سر کی میری تمنے پھر جھوٹی قسم کھائی

بچپن ہی مین جب ہمنے دیکھا تھا تو سمجھے تھے
اک روز اُٹھائے گی محشر تری رعنائی

آئینہ ہے زانو پر اور محوِ تجلی مین
کل تک جو تماشا تھا ہے آج تماشائی

بدنام ہوئی آخر ذلت ہوئی دنیا مین
یہ جرم محبت ہے یہ اوس کی سزا پائی

گھر میرا ہے یا جنت مہکا ہے دماغ و دل
بو کوچۂ جانان کی کیا آج صبا لائی

بیمارِ تپِ غم مین اب حال نہین باقی
اک جان تھی سینہ مین وہ آنکھون مین کھنچ آئی

اُس زلف کے پیچ مین تم صابر نہ پڑو دیکھو
کیون اُس سے اُلجھتے ہو کیا ہو گئے سودائی

بنی گی اُس فتنہ گر سے صابر نکال دل سے خیال کیا ہے
جو چھوڑ منہ بھی کبھی نہ پوچھی مزاج کیسا ہے حال کیا ہے

کہا جو در پردہ ہمنے اوسنے کچھ آپ سمجھے سوال کیا ہے
تو ہنس کے بولے کہ صاف کہدو تمہارا بھی کچھ خیال کیا ہے

اُمید توبہ ہو اُن سے ناحق یہ شیخ صاحب خیال کیا ہے
نہ رند سمجھین حرام کیا ہو نہ رند جانین حلال کیا ہے

شرابِ جنت حلال کر دی شرابِ دنیا حرام کر دی
یہ کیا سمعہ ہے شیخ صاحب حرام کیا ہے حلال کیا ہے

ہمارا مرنا تھا کوئی مرنا ہمارا جینا تھا کوئی جینا
حبابِ آسا کھلا نہ ہمپر عروج کیا ہے زوال کیا ہے

شراب پیتے ہی پی لی نہ ہوش آیا نہ عقل آئی
کبھی نہ ہم بیخودی سے سمجھے کہ ہجر کیا ہے وصال کیا ہے

جو جل مرے تھے پتنگے کل شب تو دیکھ کر آنکھ مجھسے بولے
یہ جاں دی تو مر مٹین جو تم مرو تو کمال کیا ہے

تمہاری الفت ہی میری دلمین مین اپنی دلکی تو صابر کہدون
تمہاری دلکی مین کیسی کہدون تمہارے دل پر خیال کیا ہے

جو آپ ہین بنکے زاہد نماز پڑہنے خدا کی گہر مین
کبھی نہ مانینگے ہمتو صابر بتاؤ ہمکو یہ چال کیا ہے

تمہین آئنہ ہو جائیگی حالت درد پنہان کی
نہ پوچھو حال کچھ خود دیکھ لو صورت پریشان کی

سجاوٹ جب سے دیکھی ہے کسیکی طرف دامان کی
نہین بنتی کبھی باہم میری دست گریبان کی

خدنگ ناز کو دل سے نکالون ہو نہین سکتا
تواضع شرط ہی اہل وفا مین اپنی مہمان کی

کسی کے حسن یکتا کا تماشا حیرت افزا ہے
بنی چشم تماشا ایک سی گبر و مسلمان کی

لگا کر دل کو صابر آپ تمنے آبرو کہوئی
وہ مانو یا نہ مانو ہم کہینگے بات ایمان کی

گلے مین اونکے جو گل شب کا ہار باقی ہے
دل رقیب مین اوسکا بہی خار باقی ہے

ابہی تو دست جنون کا ہے کچھ نہ کچھ سامان
ابہی تو میرے گریبان مین تار باقی ہے

نہ ڈہونڈ مشق ستم کے لئے تو غیرونکو
ابہی تو میرا نشان مزار باقی ہے

ترے مریض مین اب کچھ نہین رہا ہے فقط
نفس کی آمد و شد کا شمار باقی ہے

کہان ہین قیصر و کسریٰ کہان گیا جمشید
برائے نام نشان مزار باقی ہے

نہ رکھ نیام مین خنجر نہ ہاتھ قتل سے روک
ابہی تو صابر امیدوار باقی ہے

تخمیس برغزل حضرت قتیل

دم توڑا جو عاشق نے ہونٹوں پہ جان آئی
اک حسرت و مایوسی بادل کیطرح چھائی
کس یاس کے لہجہ مین تھی اوسکی یہ گویائی
کن بر سر تابوتم یک جلوہ برعنائی
اے در لب لعل تو اعجاز مسیحائی

بیمار محبت تھا اب مجھکو اجل آئی
ہے میرے جنازہ پر مخلوق تماشائی
کیا اسمین بھی اے ظالم کچھ ہو تری رسوائی
کن بر سر تابوتم یک جلوہ برعنائی
اے در لب لعل تو اعجاز مسیحائی

دن رات کا رونا تو ہے مشغلۂ عاشق
سمجھائے سے بڑھتا ہے یہ دلولۂ عاشق
تو چاہے جو گم کرنا یہ سلسلۂ عاشق
کن پاک ز دست خود اشک از مژہ عاشق
گر دست دہد فرصت از مقنعہ پیرائی

ہم مٹ گئے الفت مین ہو جائے جو کچھ اب ہو
پھر چھوڑ نہ تو ظالم آرائش ہین جو جو
او حسن کے متوالے کچھ بھی ہے خبر تجھکو
کردیم ز خون خود آرائش کوئے تو
داری خبرے یا نے ای محو خود آرائی

اب وہ بھی نہ رکھ ظالم باقی ہو جو کچھ ارمان
اب پاس میری کیا ہے جو کچھ ہے یہ ہے اک جان
صدقے کیا سب تجھپر جو کچھ تھا میرا ایمان
دیگر چہ طمع داری از عاشق بے سامان
عقل و دل و دین بردی ہم تاب توانائی

حد بھی ہے کوئی آخر کب تک یہ ستمگری — حیرت ہے مجھ بنا ناچیز سے ہو گئی بیزاری
اب چاہئے صابر کی خاطر تجھے دلداری — غیر سے تو اے میرے تیری پیش کہ کند زاری

بیچارہ قتیل تو اے کافر ہے سلگی

پہلو نکالنا نہیں اچھا ملال کا — تو یہ ہے اب میں نام نہ لوں تجھ کو وصال کا
نامہ کو چاک کرکے یہ قاصد سے کہہ دیا — یہ ہی جواب ہو گیا اونکے سوال کا

صابر کا دل فدا ہے اوسی خط و خال پر
چرچا ہے ایک جہان میں جسکے جمال کا

میں بتاؤں کیا تمہیں دوستو کہ میں ٹوٹا سا نقش و نگار ہوں — کسی بے نشان کا داغ ہوں میں نشان لوح مزار ہوں
نہ نکالو خنجر جانستان کہ میں زخم خوردہ سو بار ہوں — مجھے خود ہی موت کی آرزو کہ نحیف ہوں میں نزار ہوں
نہ ہوں بوستان نہ ہوں چمن نہ صبا نہ زلف نگار ہوں — نہ اٹھائے کوئی وہ خاک ہوں مجھے ہو کوئی وہ خار ہوں
مجھے کون سر پہ چڑھائیگا مجھے کون منہ ہی لگائیگا — نہ میں آئینہ ہوں نہ شانہ ہوں نہ صبا نہ زلف نگار ہوں
دیکھنا نہیں وہ سبزہ ہوں کہ چڑھائے چادر گل کوئی — نہ جلائے گا کوئی چراغ بھی میں وہ بیکسی کا مزار ہوں
وہ خمیدہ بیکس خانہ ہوں نہ سفر میں ہوں نہ وطن میں ہوں — نہ کسی کا میں نہ کوئی میرا نہ عدو کسی کا نہ یار ہوں
وہ نسیم اشک خزاں ہوں میں نہ کبھی چمن کی ہوا لگی — جو نہ پہنچے دامن یار تک میں وہ خاک ہوں وہ غبار ہوں

سب جناب کہتے تھے بہ ملک ہر کوئی صابر بے نوا
میں وہی تو بیکس خوار ہوں میں ہی تو سینہ فگار ہوں

گھر عشق نے اگر جو کیا خانہ تن میں — دل کیا لہو کی ہی نہ رہی جینے بدر

آج اُس بت سفاک کی سیج پہ جو پڑی
اظہار بناوٹ کا ہو بے ساختہ پن میں

غربال ہے سارا میری آہوں کے اثر سے
تاری نہیں رخنے ہیں تن چرخ کہن میں

اے مشغلۂ جامہ دری تیرا بھلا ہو
مرقد میں بھی چھوڑا نہ کوئی تار کفن میں

اب جان پہ صدمہ ہے تپ عشق کا ضابر
صد شکر اضافہ تو ہوا دل کی جلن میں

کوئی کہہ دے جا کے اتنا اُس بت بے پیر سے
کس رہے ہیں تیرے دیوانے کو اب زنجیر سے

ہاں گلہ کچھ ہو تو ہے پھوٹی ہوئی تقدیر سے
کچھ شکایت ہی نہیں ہے مجھکو چرخ پیر سے

ہم ہیں مشتاق تکلم آپ جب ہوتے نہیں
گفتگو کرتے ہیں پہروں آپ کی تصویر سے

کچھ تو ہیں بگڑے ہوئے وہ مجھ سے ورنہ [illegible]
بے سبب کیوں خط لکھا بگڑی ہوئی تحریر سے

ابرو و مژگاں کی جو کو دیکھ کر ہوتے ہیں [illegible]
کرتے ہیں زخمی وہ کچھ شمشیر سے کچھ تیر سے

امت احمد سمجھ کر آپ کو رحم آ گیا
ورنہ کیا لڑتے وہ ناری حضرت شبیر سے

دیدیا دل آپ نے ضابر کسی بے رحم کو
صاف ظاہر ہو رہا ہے آپ کی تقریر سے

دل پہ قبضہ کر لیا باتیں بنا کر پیار کی
قابل نظارہ ہیں چالاکیاں عیار کی

بیخودی شوق وصل یار کی تدبیر ہی [?]
اوسکی بزم ناز میں حاجت نہیں ہوشیار کی

راس اسکو آ گئی ہے تلخی درد فراق
حالت اب اچھوں سے اچھی ہے تیرے بیمار کی

ہم سے نادانی ہوئی یا تو نہیں تیرے آگے [?]
زہر ہیں آفت ہیں ظلم ہیں تیری باتیں پیار کی

میری بہت دیکھکر کہنے لگے دشمن سے وہ — شکل یہ ہوتی ہے دیکھو ہجر کے بیمار کی
تاب نظارہ نہ تھی جب آپکے دلمین کلیم — پر یہ کہئے آرزو تھی کس لئے دیدار کی

اسقدر مانوس ہین صابر در و دیوار سے
خلد مین بھی یاد آجائین گی گلیان یار کی

کیا آہ بے اثر سے امید اثر کرین — وہ دل کہان ہے پردے پہ جسکی نظر کرین
ہان سچ تو ہے کہ تھوڑی بہت آس کچھ تو ہو — کس آرزو پہ وقفِ دعائے سحر کرین
کہنے مین یہ لحاظ رہے تجھکو نامہ بر — باتین کچھ ایسی ہون کہ جو دلپر اثر کرین
قسمت کی طرح نالہ بھی اپنا ہے نارسا — ہم کیا شکستِ دل پہ امیدِ ظفر کرین
ہے ایک سی تڑپنے کی دونون کو آرزو — بیخوف دل کے ساتھ وہ گھائل جگر کرین
قاصد نہین صبا نہین آہ رسا نہین — پھر اونکو اپنے حال کی کیونکر خبر کرین

تیر نگاہ یار سے بچنا محال ہے
صابر ہزار دل پہ جگر ہم سپر کرین

بلبل کے جو نالونکا ہے ڈھنگ چمن مین — گل لائینگے اترائے ہوئے رنگ چمن مین
سن سن کے فغان گل نے گریبان کیا پارہ — بلبل میری نالونسے ہوئی دنگ چمن مین
مطرب ہے شبِ ماہ ہے ساقی بھی ہے ہم بھی — پھر کیون نہین بادۂ گلرنگ چمن مین
معلوم ہوا سرو جو استادہ ہین ہر سو — مامور ہین حفظ مین سرہنگ چمن مین
صابر میری فریاد کی لے کسنے صدا ہے — نکلا نہ میرا کوئی ہم آہنگ چمن مین

مصحفِ عارض پہ جب گیسو پریشان ہو گئے
اک تماشا ہو گیا ہندو مسلمان ہو گئے

تیرے گیسو بڑھتے بڑھتے آفتِ جان ہو گئے
عاشقوں کے واسطے زنجیرِ زندان ہو گئے

کیوں نہیں ہنستا الٰہی آج میرا زخمِ دل
ماجرا کیا ہے کہ خالی سب نمکدان ہو گئے

دیکھتے ہی دیکھتے جاتا رہا صبر و قرار
اسقدر وارفتۂ تصویرِ جانان ہو گئے

او سراپا ناز ایسی چال مت چل یہ تو دیکھ
چاک داماں سے ہم کتنے گریبان ہو گئے

فیض سے حضرت شفق کے قول یہ صابر کا ہے
ہم سخنداںوں کی محفل میں سخنداں ہو گئے

کون دیکھے کیا غرض جو حال اپنے دل کا ہے
کیا علاج اوسکا جو گھائل غمزۂ قاتل کا ہے

آب خنجر میں نہیں اور سخت جانی ہے ادہر
اے اجل اب تو کہاں ہے سامنا مشکل کا ہے

دیکھکر خنجر بکف دل کا تقاضا ہے یہی
بس اسی دم دیکھ لو جو حوصلا قاتل کا ہے

قفس جو ہو شیشہ لب پر آ نہ جائے آہ دل
ہو کہیں پیسلے نہ اِس میں سامنا محمل کا ہے

کچھ تو صابر کی تسلی کے لئے لازم تھی فکر
مدتیں گذریں کہ ابتر حال اوسکے دل کا ہے

کیا عجب برسیں جو آہیں فلک پیر سے تیر
گر یوں ہی نکلے میرے نالۂ شبگیر سے تیر

وہ محبت کی نگاہوں سے بھی دیکھیں جو کبھی
وہ بھی ہو جائیں پلٹ کر میری تقدیر سے تیر

جنبشِ ابرو و مژگاں کا تماشا دیکھو
تیر شمشیر سے رہتا ہے تو شمشیر سے تیر

خواب میں دیکھے ہیں کل رات جو مژگانِ دراز
کیا عجب نکلیں میری خواب کی تعبیر سے تیر

خوف رسوائی سے آنسو جو پیے دی صابر
بن گئے وہ بھی میرے خوبی تقدیر سے تیر

مریض غم کو جو منظور ہو شفا دینا
تم اپنے ہاتھ سے بس زہر کی پلا دینا

جفا کریں کہ وفا اس سے کچھ نہیں مطلب
ہمیں تو شام و سحر بس تمہیں دعا دینا

بس اتنا کیجیو احسان کہ جب مین مر جاؤں
تم اپنے ہاتھ سے زیر زمین دبا دینا

اگر کبھی مجھے غش آئے ناتوانی سے
تو مجھکو دامن محبوب کی ہوا دینا

کبھی گذر ہو جو قسمت سے کوئی جاناں تک
ہمارے حال کی اونکو خبر صبا دینا

کبھی ہوا ہے نہ آرام اور نہ ہوگا کبھی
مریض عشق کو بے وجہ دوا دینا

پڑی ہے کشتی صابر بھنور میں بہر خدا
حسین ابن علی پار تم لگا دینا

وہی دل جو مسرت سے کبھی رہتا تھا کاشانہ
وہ ہی دل ہو گیا درد غم فرقت سے ویرانہ

نہ بر آئی تمنا مرتے دم بھی پھوٹی قسمت سے
رہی دل ہی میں پنہاں آرزوئے وصل جانانہ

خمار بادۂ الفت نہ اتریگا قیامت تک
خدا کے سامنے محشر میں ہم جائینگے مستانہ

سنبھل کر کاٹنا تیزی سے گردن سخت جانوں کی
نہ پڑ جائے کہیں ظالم ترے خنجر میں دندانہ

وہ حیرانی دل صد چاک کی دیکھیں تو کیا دیکھیں
او نہیں فرصت ہی دیکھو ہم کبھی آئینہ و شانہ

وہ منہ پھیر کر بیٹھے جیسے کچھ نہیں واقف
یہ چالاکی تو دیکھو بن گیا محفل میں دیوانہ

قصور دیکھیے کیا خاکدوا کا قلب مضطر کی
بنا ہے خدا کے گھر کو صابر تم نے میخانہ